محمد وسیم اختر مفتی

مہاجرین حبشہ

(۱۵)

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حضرت سویبط بن سعد رضی اللہ عنہ

شجرۂ نسب

حضرت سویبط (شاذ روایت: سلیط) بن سعد کا تعلق قریش کے قبیلے بنو عبدالدار بن قصی سے تھا۔ سوانح نگاروں نے ان کے والد کا نام سعد بن حرملہ (ابن عبد البر)، سعد بن حریملہ یا حرملہ بن مالک (ابن اثیر، ابن حجر) بتایا ہے۔ بانی قبیلہ عبدالدار پہلی اور دوسری صورت میں حضرت سویبط کے چھٹے اور تیسری صورت میں پانچویں جد بنتے ہیں۔ کچھ مؤرخین یہ بھی کہتے ہیں کہ حرملہ کو والد قرار دینے والوں نے اصل میں انھیں ان کے دادا کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ قصی پر حضرت سویبط کا سلسلۂ نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرے سے جا ملتا ہے۔ عبدالدار کے بھائی عبد مناف بن قصی آپ کے چوتھے جد تھے۔ بنو خزاعہ کی ہنیدہ بنت خباب حضرت سویبط کی والدہ تھیں۔

قبول دین حق

حضرت سویبط ابتداے اسلام میں ایمان لے آئے۔

ہجر تین

حضرت سویبط صاحب الہجرتین تھے۔ پہلی ہجرت حبشہ کی طرف کی، وہاں سے جلد مکہ لوٹ آئے۔ وہ ان تینتیس اصحاب میں شامل تھے جو مشرکین مکہ کے ایمان لانے کی افواہ سن کر مکہ میں داخل ہوئے۔ پھر انھوں نے یہاں سے مدینہ کو ہجرت ثانیہ کی۔

مدینہ میں آمد اور مواخات

مدینہ میں حضرت سویبط قبا میں حضرت عبداللہ بن سلمہ عجلانی کے مہمان ہوئے۔ حضرت عبیدہ بن حارث، حضرت طفیل بن حارث، حضرت حصین بن حارث، حضرت مسطح بن اثاثہ، حضرت طلیب بن عمیر اور حضرت خباب بن ارت بھی ان کے ساتھ ٹھیرے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار میں مواخات قائم فرمائی تو بنو زریق کے حضرت عائذ بن ماعص کو حضرت سویبط کا انصاری بھائی قرار دیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

غزوۂ بدر

حضرت سویبط بن سعد نے جنگ بدر میں بھرپور حصہ لیا۔

جنگ احد

حضرت سویبط بن سعد نے جنگ احد میں جاں فشانی سے حصہ لیا۔

افراط مزاح

حضرت سویبط خوش طبع تھے۔ حضرت ام سلمہ نے ان کے افراط مزاح کا ایک قصہ بیان کیا ہے: حضرت ابو بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک سال قبل تجارت کے لیے بصریٰ* گئے۔ دو بدری اصحاب حضرت نعیمان بن عمرو اور حضرت سویبط بن سعد ان کے ساتھ تھے۔ زادراہ حضرت نعیمان کے سپرد تھا۔ حضرت سویبط نے حضرت نعیمان سے کھانا مانگا تو انھوں نے حضرت ابو بکر کے آنے تک انتظار کرنے کو کہا، جو

---

* شام کے خطہ حوران کا ایک قصبہ۔

اس وقت موجود نہ تھے۔ اس اثنا میں حضرت سویبط کو شرارت سوجھی۔ وہ ایک بردہ فروش کے پاس گئے اور کہا: ہمارے پاس نعیمان نامی ایک ہوشیار عربی غلام ہے، دس چھوٹے اونٹوں کے عوض اسے خرید لیجیے، خیال رہے کہ وہ اپنے غلام ہونے کا انکار کرے گا۔ اس کے کہے کی پروانہ کیجیے گا۔ تاجر نے اونٹ ان کے حوالے کیے اور رسی یا عمامہ لے کر حضرت نعیمان کے پاس آیا۔ وہ کہتے رہے: میں غلام نہیں، آزاد ہوں۔ تاجر نے ایک نہ سنی اور ان کے گلے میں عمامہ باندھ کر لے گیا۔ اسی وقت حضرت ابوبکر آن پہنچے اور اونٹ واپس کر کے حضرت نعیمان کو چھڑایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو اس قصے کا پتا چلا تو سب مسکرادیے (ابن ماجہ، رقم ۳۷۱۹۔ احمد، رقم ۲۶۶۸۷۔ مسند اسحٰق بن راہویہ، رقم ۱۸۶۴۔ شرح مشکل الآثار، رقم ۱۶۲۰)۔

طحاوی نے یہ واقعہ برعکس بیان کیا ہے، یعنی ان کے نزدیک حضرت نعیمان نے دل لگی کر کے حضرت سویبط کو غلامی کے لیے پیش کیا۔ ابن اثیر نے بھی اسے درست قرار دیا ہے۔

امام ابوداؤد، امام نسائی، یحییٰ بن معین، ابوحاتم، ابوزرعہ اور ابن حجر نے اس حدیث کے راوی زمعہ بن صالح کو ضعیف قرار دیا ہے۔

المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۹۱۷۶ اور مسند ابوداؤد طیالسی، رقم ۱۷۰۵ میں یہ واقعہ مکمل بیان نہیں ہوا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

کیا حد سے بڑھا ہوا مذاق کرنا جائز ہے؟

امام طحاوی نے یہ عنوان قائم کر کے اس روایت کو نقل کیا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی، اشکال رکھنے والی ان حل طلب روایات کا بیان، جن میں مزاح کر کے کسی کو خوف زدہ کرنے کا ذکر ہوا ہے، آیا ایسا کرنے والے کا عمل جائز ہے یا اسے اس سے منع کیا جائے گا؟ پھر وہ کہتے ہیں: کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ حضرت نعیمان نے حضرت سویبط سے جو مذاق کیا، چونکہ اس کا ذکر سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ ہنس پڑے، اس لیے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایک مسلمان کا مخول کر کے دوسرے مسلمان کو ڈرانا جائز ہے۔

اس کے بعد انھوں نے حضرت سویبط کے واقعے سے ملتا جلتا ایک دوسرا واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علقمہ بن مجزز مدلجی کی قیادت میں ایک سریہ بھیجا۔ راستے میں آپ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ کی امارت میں ایک دستے کو الگ ذمہ داری سونپ دی۔ وہ اصحاب بدر میں سے تھے، لیکن ہنسی، دل لگی کا ذوق رکھتے تھے۔ مہم سے واپسی پر لوگوں نے کھانا پکانے کے لیے آگ جلائی تو حضرت عبداللہ بن حذافہ نے ساتھیوں سے پوچھا: کیا میری اطاعت تم پر واجب نہیں؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں ہے۔ تب تو تمھیں میرا ہر

حکم ماننا پڑے گا، اٹھو اور اس آگ میں کود جاؤ۔ کچھ صحابی اٹھے اور آگ میں داخل ہونے لگے تو حضرت عبد اللہ ہنس پڑے اور کہا: رکو رکو، میں تو تم سے مذاق کر رہا تھا۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو فرمایا: اب تو تم نے ایسا حکم مان لیا ہے، آیندہ اللہ کی نافرمانی میں دیے ہوئے حکم میں حکمرانوں کی اطاعت نہ کرنا (ابن ماجہ، رقم ۲۸۶۳۔ احمد، رقم ۱۱۶۳۹۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۴۳۹۷۔ مسند ابویعلیٰ، رقم ۱۳۴۹۔ صحیح ابن حبان، رقم ۴۵۵۸)۔

امام طحاوی کہتے ہیں: ان دونوں احادیث میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے کے ساتھ ایسا سلوک کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ ان واقعات میں آپ کی طرف سے صریح نہی کا نہ ہونا ایسے ہی ہے، جیسے حضرت جابر بن سمرہ کی اس روایت سے واضح ہوتا ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی مجالس میں سیکڑوں بار شرکت کی ہے۔ صحابہ اشعار پڑھتے اور جاہلیت کے واقعات سناتے۔ آپ سکوت کرتے اور بسا اوقات تبسم بھی فرماتے (ترمذی، رقم ۲۸۵۰۔ احمد، رقم ۲۱۰۱۰۔ صحیح ابن حبان، رقم ۵۷۸۱)۔ آپ انھیں منع نہ فرماتے، اگرچہ ان سنائے جانے والے اعمال جاہلیت کا اسلام میں مباح ہونا لازم نہ تھا۔

حضرت یزید بن سائب کی روایت ان کے پوتے عبد اللہ نے نقل کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی ہنسی مذاق کرتے ہوئے یا سنجیدگی سے اپنے بھائی کا مال و متاع نہ چھین لے۔ اگر کسی نے اپنے ساتھی کا عصا بھی لیا تو اسے لوٹائے گا (ابوداؤد، رقم ۵۰۰۳۔ احمد، رقم ۱۷۹۴۱۔ ترمذی، رقم ۲۱۶۰۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۱۵۴۴)۔ عبد الرحمٰن بن ابو لیلیٰ نے کچھ صحابہ سے یہ واقعہ نقل کیا ہے: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محو سفر تھے۔ ایک صحابی سویا ہوا تھا کہ دوسرے صحابی نے اس کی رسی پکڑ کر کھینچی تو وہ گھبرا گیا۔ آپ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ دوسرے مسلمان کو خوف زدہ کرے (ابوداؤد، رقم ۵۰۰۴۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۲۱۱۷۷)۔ یہی روایت مسند احمد میں مختلف طرح بیان ہوئی ہے۔ اس میں سوئے ہوئے صحابی کا ترکش چھپانے کا ذکر ہے۔ جب وہ بیدار ہو کر پریشان ہوا تو دوسرے اصحاب ہنسنے لگے۔ اس اثنا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے اور دریافت فرمایا: کس بات پر آپ اتنا ہنس رہے ہیں؟ انھوں نے بتایا: اتنی ہی بات ہوئی ہے کہ ہم نے دل لگی کرنے کے لیے ان کا تیر دان چھپا لیا ہے، یہ پریشان ہوئے تو ہم ہنسنے لگے۔ آپ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ دوسرے مسلمان کو خوف زدہ یا پریشان کرے (رقم ۲۳۰۶۴)۔ طحاوی نے اسی روایت کو اختیار کیا ہے۔

اس بحث کے آخر میں امام طحاوی نے یہ تجزیہ کیا: حضرت سویبط کا واقعہ اور صحابہ کا ترکش چھپانے کا عمل

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

مماثل ہیں۔اصحاب رسول نے مباح سمجھ کر یہ عمل کیے ہوں گے۔آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صریحاً حرمت کا حکم صادر فرما دیا تو قبل ازیں سمجھی جانے والی اباحت منسوخ ہو گئی (شرح مشکل الآثار ۴/ ۳۰۴-۳۱۰)۔

عائلی زندگی اور وفات

بدر و احد کے بعد کسی غزوہ یا سریہ میں حضرت سویبط کی شرکت نہیں بتائی گئی۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی زندگی مختصر رہی ہو گی۔بلاذری کہتے ہیں کہ انھوں نے اس وقت وفات پائی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لیے جا رہے تھے۔

حضرت سویبط بن سعد کی اولاد کے بارے میں معلومات نہیں ملتیں۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، جمل من انساب الاشراف (بلاذری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبد البر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، Wikipedia۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت فراس بن نضر رضی اللہ عنہ

حضرت فراس بن نضر ام القریٰ مکہ میں پیدا ہوئے۔حارث بن علقمہ ان کے دادا اور بانی قبیلہ عبد الدار بن قصی چھٹے جد تھے۔ قصی بن کلاب پر ان کا سلسلۂ نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرہ سے جا ملتا ہے جو آپ کے پانچویں جد تھے۔عبد الدار کے تین بیٹے عثمان، عبد مناف اور سباق ہوئے۔حضرت فراس عبد مناف کی اولاد میں سے تھے، کلدہ بن عبد مناف ان کے سکڑ دادا تھے۔حضرت مصعب بن عمیر، حضرت ابو الروم بن عمیر کلدہ کے بھائی ہاشم بن عبد مناف کے پوتے اور حضرت جہم بن قیس سکڑ پوتے تھے۔حضرت سویبط بن سعد عبد الدار کے تیسرے بیٹے سباق کی اولاد میں سے تھے۔حضرت فراس کے چچا حضرت نضیر بن حارث مؤلفۃ القلوب میں سے، مخلص مومن تھے۔انھوں نے مدینہ ہجرت کی اور جنگ یرموک میں شہادت پائی۔

بنو تمیم کی زینب بنت نباش حضرت فراس کی والدہ تھیں۔

ابو الحارث حضرت فراس کی کنیت تھی، قبیلے کی نسبت سے قُرَشی، عبدری اور داری کہلاتے ہیں۔

قبول اسلام

ساتویں صدی عیسوی: دوسرے دہے کے آغاز میں مکہ میں اسلام کا آفتاب طلوع ہوا۔ حضرت فراس بن نضر اس کی کرنوں سے مستفید ہونے والے اولیں اہل ایمان میں شامل تھے۔

ہجرت حبشہ

حضرت فراس کا باپ نضر بن حارث حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن تھا۔ وہ اہل ایمان کو اذیتیں دینے میں پیش پیش تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ قرآن معاذ اللہ پہلی قوموں کی جھوٹی سچی کہانیاں ہیں، اس طرح کا کلام تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت فراس مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ وہ حبشہ کی طرف ہجرت ثانیہ کرنے والے مہاجرین میں شامل ہوئے۔

حبشہ سے واپسی

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت فراس بن نضر جنگ بدر کے بعد، فتح خیبر سے پہلے یا بعد کسی وقت مدینہ لوٹے۔ ابن اسحاق کے بیان کے مطابق وہ حضرت جعفر بن ابو طالب کے قافلۂ رجوع میں شامل نہ تھے۔

غزوات

حضرت فراس کا والد نضر بن حارث جنگ بدر میں کفار کی طرف سے لڑا اور مسلمانوں کی قید میں آیا۔ جیش اسلامی میدان جنگ سے واپسی پر صفرا کے مقام پر پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اسلام دشمن سرگرمیوں کی بنا پر حضرت علی کو اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا۔ تب حضرت فراس سرزمین حبشہ میں تھے۔ حضرت فراس کی مدنی زندگی کے بارے میں معلومات میسر نہیں، اگرچہ صحابہ کی زندگیوں کے بارے میں ترکی کی ’org nurkoy‘ کے زیر اگابے کے مرتبہ سلسلۂ مضامین میں بتایا گیا ہے کہ حضرت فراس بن نضر فتح مکہ، غزوۂ حنین، محاصرۂ طائف اور غزوۂ تبوک کے مواقع پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ تھے۔ حجۃ الوداع کے وقت بھی وہ آپ کے ہم سفر رہے۔

خلافت راشدہ

حضرت فراس بن نضر نے حضرت ابو بکر کے عہد خلافت میں مرتدین اور مانعین زکوٰۃ کی سرکوبی میں

حصہ لیا۔ انھوں نے خلیفۂ دوم حضرت عمر کے حکم پر بازنطینی حکومت کے خلاف ہونے والی پہلی جنگ یرموک میں حصہ لیا، جس میں مسلمانوں کو فیصلہ کن فتح حاصل ہوئی اور بلاد شام سلطنت اسلامیہ کا حصہ بن گیا۔ حضرت فراس بن نضر نے اس معرکے میں شجاعت کے جوہر دکھانے کے بعد جان کا نذرانہ پیش کیا۔

شہادت

حضرت فراس بن نضر نے ۱۵ھ میں رومی فوج کے خلاف لڑی جانے والی جنگ یرموک میں جام شہادت نوش کیا۔

اولاد

حضرت فراس بن نضر کی کوئی اولاد نہ تھی۔ کچھ لوگوں نے ان کی کنیت ابوالحارث سے حارث نامی بیٹا برآمد کر لیا ہے، حالاں کہ عربوں کے ہاں کنیت اختیار کرنے کے لیے صاحب اولاد ہونا ضروری نہیں۔ بعض اوقات غیر انسان سے خاص تعلق کو کنیت کی بنیاد بنا لیا جاتا ہے۔ جیسے بلی سے ابوہریرہ، اونٹنی کے بچے سے ابوبکر، جسم خاک آلود ہونے پر ابوتراب، جبل قبیس کی نسبت سے ابوقبیس اور پیدایشی تل ہونے کی وجہ سے ابوشامہ کنیت رکھ لی گئی۔ حضرت عائشہ نے اپنے لیے کوئی کنیت ہونے کی خواہش ظاہر کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر کے نام پر اپنی کنیت ام عبداللہ رکھ لو (احمد، رقم ۲۵۱۸۱۔ مصنف عبدالرزاق، رقم ۱۹۸۵۸۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۸۵۶۸۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۹۳۳۵)۔ کنیت مدح و مذمت کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے، جس طرح مدح پر مبنی کنیت ابوالحکم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل میں تبدیل کر کے دائمی مذمت بنا دیا۔

روایت حدیث

حضرت فراس بن نضر سے کوئی روایت مروی نہیں۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، جمل من انساب الاشراف (بلاذری)، جمہرۃ انساب العرب (ابن حزم)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، Wikipedia۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com